ذوالقرنین کون؟

تحریروتحقیق: محمد اکبر اللہ والے، مظفرگڑھ

ذوالقرنین کون تھا؟ یہ سوال ابھی تشنہ تھا کسی محقق نے سکندر اعظم کو ذوالقرنین کے خطاب سے نوازا بعض نے اس نام کو سائرس کے نام سے منسوب کیا لیکن انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا، دائرہ معارف اسلامیہ اور دیگر تحقیقی کتب بھی ذوالقرنین کے بارے میں قاری کو مطمئن کرنے میں ناکام نظر آتی ہیں۔لیکن قرآن حکیم اس سلسلہ میں سیر حاصل مواد فراہم کرتا ہے۔قرآن پاک کی مختلف آیات (باتیں) اور بائبل میں واضح اشارے موجود ہیں کہ ذوالقرنین دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب تھا۔ یہ نہ تو سائرس کا نام تھا اور نہ ہی کبھی سکندر اعظم کا خطاب ذوالقرنین رہا ہے۔ میں اپنے اس فکر وخیال کو زبردستی ٹھونسنے کی بجائے دلائل کے ذریعے واضح کرنا چاہوں گا کہ ذوالقرنین دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہی خطاب تھا۔ذوالقرنین سے متعلق قرآن حکیم میں جو بھی آیات ہیں اُن کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

''اور سوال کرتے ہیں تجھ کو ذوالقرنین سے کہہ شتاب پڑھوں گا میں اوپر تمہارے اس میں سے کچھ مذکور۔83۔ تحقیق ہم نے قدرت دی تھی اس کو بیچ زمین کے اور دی تھی ہم نے اس کو ہر چیز سے راہ۔ 84۔ پس پیچھے چلا ایک راہ کے ۔85۔ یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کے پایا اس کو ڈوبتا تھا بیچ چشمے کیچڑ کے اور پایا نزدیک اس کے ایک قوم کو کہا ہم نے اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو اور یا یہ کہ پکڑے تو بیچ ان بھلائی۔86۔ کہا اپر جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اس کو پھر پھیرا جاویگا طرف رب اپنے کی پس عذاب کرے گا اس کو عذاب بڑا۔ 87۔ اور اپر جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کیے اچھے پس واسطے اس کے بطریق جزا کے ہے نیکی اور البتہ کہیں گے ہم اس کو کام اپنے سے آسانی۔88۔ پھر پیچھے چلا اور راہ کے۔89۔ یہاں تک کہ جب پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اس کو نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہم نے واسطے ان کے درے اس سے پردہ۔90۔ اسی طرح تھا اور تحقیق گھیر لیا تھا ہم نے ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک اس کے تھی خبرداری کر۔ 91۔ پھر پیچھے پڑا اور راہ کے۔92۔ یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیوار کے پایا درے ان دونوں سے ایک قوم کو کہ نہیں نزدیک تھے کہ سمجھیں بات کو ۔ 93۔ کہا انہوں اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں بیچ زمین کے پس آیا کر دیویں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے ایک دیوار ۔94۔ کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بیچ اس کے رب میرے نے بہتر ہے پس مدد

کرو میری ساتھ قوت کے کردوں میں درمیان تمہارے اور درمیان ان کے دیوار موٹی۔ 95۔لاؤ میرے پاس ٹکڑے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دونوں پہاڑوں کے کہا پھونکو یعنی دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لے آؤ میرے پاس ڈالوں اوپر اس کے تانبا گلا ہوا۔96۔پس نہ کر سکیں کہ چڑھ آویں اوپر اس کے اور نہ کر سکیں کہ سوراخ کریں اس میں۔ 97۔کہا یہ مہربانی ہے پروردگار میرے کی پس جب آوے گا وعدہ پروردگار میرے کا کر دے گا اس کو ریزہ ریزہ اور ہے وعدہ رب میرے کا سچ۔98'' (سورۃ الکہف /18:83 تا98)

دلیل اول

یہ کہ سورہ الکہف کی آیات 83 تا 98 میں ذکر ہے کہ ذوالقرنین نے سورج ڈوبنے کی جگہ یعنی زمین کی مغربین اور سورج نکلنے کی جگہ زمین کی مشرقین تک کا سفر کیا۔زمین کی مشرقوں اور زمین کی مغربوں تک کا سفر کرنا عام آدمی کے لیے ممکن نہ تھا ۔تاہم اس قسم کا سفر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ممکن اور آسان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہوا پر بھی حکمرانی عطا فرمائی تھی کہ وہ ہوا کو حکم دے کر جہاں چاہتے جا سکتے تھے۔ثبوت

''پس مسخر کیا ہم نے واسطے اس کے باد کو چلتی تھی ساتھ حکم اسکے کے ملائم جہاں پہنچنا چاہتا'' (سورۃ ص /38:36)

اب آیئے سورہ سبا کی آیت نمبر 12 کی طرف

''اور واسطے سلیمان کے مسخر کیا باد کو کہ صبح کی سیر اسکی ایک مہینہ کی راہ اور شام کی سیر اُسکی ایک مہینہ کی راہ۔۔۔''(سورۃ سبا 12:34/)

توجہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کی صبح کی سیر اور شام کی سیر ایک ماہ کی مسافت کے برابر تھی کہ جب ٹرانسپورٹ کی ایجاد نہ ہوئی تھی اگر عام قافلہ سفر پر نکلے تو ایک دن میں تیس میل آرام سے طے کر لے اس طرح ایک ماہ کی مسافت کم وبیش نو سو میل بنتی ہے۔ جب ایک انسان یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کی سیر اور شام کی سیر میں نوسو یا ہزار میل کا سفر طے کر سکتے ہیں اگر وہ سفر پر نکلیں تو ضرور زمین کی مشرقوں اور زمین کی مغربوں تک کا سفر آسانی سے کر سکتے تھے اور سفر کیا۔ لہٰذا ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا خطاب ہے۔

دلیل دوئم

سورہ الکہف کی ان آیات میں فرمایا گیا

''کہا ہم نے اسے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو اُن کو اور یا یہ کہ پکڑے تو بیچ ان کے بھلائی''(سورۃ الکہف 86:18/)

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ ذوالقرنین کا مسلسل اللہ تعالیٰ سے رابطہ تھا اور ان پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغام اترتے تھے۔ جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ ذوالقرنین محض ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ خدا کے ایک برگزیدہ نبی بھی تھے اس طرح یہ بات بھی حضرت سلیمان علیہ السلام پر صادق آتی ہے کہ وہ بادشاہ بھی تھے اور نبی

بھی۔ جبکہ سکندر اعظم اور سائرس کے بارے میں کوئی ایسی شہادت نہیں پائی جاتی جو اس بات کو ثابت کرے کہ یہ جرنیل یا بادشاہ نبی تھے۔ یہ بات بھی قرآن پاک سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین قیامت یعنی یوم حساب سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ قیامت کے بارے میں معلومات ہونا بھی ذوالقرنین کے نبی ہونے کی دلالت کرتا ہے کہ آیت 98 میں ذوالقرنین نے کہا

''پس جب آوے گا وعدہ پروردگار میرے کا کر دے گا اس کو ریزہ ریزہ'' (سورۃ الکہف /98:18)

دلیل سوئم

سورہ الکہف کی آیت نمبر 92 تا 98 میں ذکر ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوم دو پہاڑوں کے بیچ کھلے راستے (درہ) سے دوسری قوم کے علاقے میں داخل ہو کر لوٹ مار کرتے اور واپس چلے جاتے۔ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب وسائل قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف ومصائب کا سد باب ان سے ہو سکے گا۔ انہوں نے اس بارے میں ذوالقرنین سے بات کی اور اس منصوبے پر خرچ آنے والے مصارف کی ادائیگی محصول کی صورت میں ادا کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا کہ جو کچھ مقدور دیا ہے مجھ کو رب میرے نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت (قوت) میں، بنا دوں تمہارے اور انکے بیچ ایک دیوار موٹی اور لا دو مجھ کو ٹکڑے لوہے کے یہاں تک کہ جب اس لوہے کی بلندی

دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئی تو لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھنکواور جب تانبا تپنے کے بعد پگھلنے لگا تو اس وقت پگھلا ہوا تانبا پہاڑوں کے درمیان ڈال دیا۔ جو لوہے کے ٹکڑوں کے درمیان اور پہاڑوں کے درمیان جم گیا اور ایک بہت موٹی تانبے کی دیوار بن گئی اوراس کے بعد یاجوج ماجوج کبھی اس طرف کے علاقے میں داخل نہ ہوسکے۔

توجہ: ذوالقرنین نے بےشماروزن کا تانبا پہاڑوں کےدرمیان ڈال دیا۔اتنی مقدار میں تانبا وہی شخص ڈال سکتا ہے کہ جس کے پاس بےشماروزن تانبے کا خزانہ موجود ہواس کا مطلب یہ ہوا کہ ذوالقرنین کے پاس بےشماروزن تانبے کا خزانہ تھا جواس نے استعمال کیا۔قرآن پاک کی سورۃ سبا کی آیت نمبر 12 میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت (ملک،حکومت یا قبضہ) میں ایک چشمہ ایسا عطافرمایا تھا کہ جس سے پگھلتا ہوا تانبا بہتا آتا تھا

''اور بہایا ہم نے واسطے اسکے چشمہ گلے ہوئے تانبے کا'' (سورۃ سبا / 12:34)

جس شخص کی ملکیت میں پگھلتے تانبے کا چشمہ بہتا ہواس کے لیے پہاڑوں کی مقدار میں تانبا اکھٹا کرلینا کوئی مشکل کام نہیں لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہاڑوں کے درہ میں ڈالنے کے لیے بےشماروزن تانبا تھالوایک اورکڑی مل گئی کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا خطاب تھا کہ تانبے کا بےشمارخزانہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہی موجود تھاجو دیوار میں استعمال کیا گیالیکن

ایک اور سوال پیدا ہوا کہ پگھلتے بہتے تانبے کا چشمہ کسی اور جگہ ہوگا اور دیوار کسی اور جگہ بہت دور بنائی گی۔ اتنی دور کے مقام سے اتنی یعنی پہاڑ کی مقدار میں تانبا پہنچانا بھی ایک مسئلہ تھا کہ اس زمانے میں نہ سڑکیں ہوتی تھیں اور نہ ٹرانسپورٹ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے یہ مسئلہ بھی کچھ مسئلہ نہ تھا کہ اِن کے دربار میں ایسے عفریت اور انسان تھے جو ناممکن کام ممکن کر دیکھلاتے تھے۔ جب دربار میں تخت بلقیس لانے کی بات ہوئی تھی تو

''کہا ایک دیو نے جنوں میں سے میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کو پہلے اس سے کہ اٹھو تم جگہ اپنی سے اور تحقیق میں اوپر اسکے البتہ زور آور ہوں با امانت (یعنی دربار برخواست ہونے سے پہلے یا محفل اٹھنے سے پہلے)☆ کہا اس شخص نے کہ نزدیک اسکے تھا علم کتاب سے میں لے آؤنگا تمہارے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تمہاری نظر تمہاری'' (سورۃ النمل 40,39:27/)

اور تخت بلقیس کو لاکر دیکھلایا۔ جو درباری پلک جھپکنے میں بہت دور سے تخت بلقیس اپنے قریب لاسکتا تھا وہی درباری تانبے کو چشمے کے قریب سے پہاڑوں کے درے کے قریب بھی آسانی سے پہنچا سکتے تھے۔ لو ایک اور کڑی مل گئ کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا خطاب تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور سوال پیدا ہوا کہ تانبے کو پکھلانے کے لیے بڑی بڑی دیگیں اور کڑاہے چاہیے تھے وہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ملتے ہیں

''بناتے تھے واسطے اس کے جو کچھ چاہتا تھا قلعوں سے اور ہتھیاروں سے اور

تصویریں اور لگن (کڑاہے) مانند تالابوں کی اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والیں''
(سورۃ سبا /13:34)

لوایک اور کڑی مل گئی کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب تھا۔اس کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس کام کرنے والوں میں انسانوں کے علاوہ جنات بھی تھے کہ وہ جن سے بڑے بڑے کرالیتے تھے۔

''اور جنوں میں سے ایک لوگ تھے کہ خدمت کرتے تھے آگے اسکے ساتھ حکم رب اسکے کے''(سورۃ سبا /12:34)

''اور مسخر کیے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والا اور دریا میں غوطہ مارنے والا''
(سورۃ ص/37:38)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کارندوں نے عمارات بھی بنائیں اور تانبے کی دیوار۔دیوار کا بنانا بھی عمارت کا بنانا کہلاتا ہے لو ایک اور کڑی مل گئی کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا خطاب ہے۔

دلیل چھارم

قرآن پاک میں اللہ تعالی کا یہ انداز بیاں بھی محسوس کیا جاسکتا ہے کہ اکثر آیتیں (باتیں) مختلف انداز سے دوبار یا دو سے بھی زیادہ بار کی گئیں ہیں۔پہاڑوں کے درے سے ورلی قوم نے جب ذوالقرنین کو دیوار بنانے کا کہا تو ساتھ یوں بھی کہا کہ

''کردیویں ہم واسطے تیرے کچھ مال''(سورۃ الکھف /94:18)

تو جواب میں ذوالقرنین کے الفاظ یوں تھے کہ

”کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بیچ اس کے رب میرے نے بہتر ہے“ (سورۃ الکہف /95:18)

عام مفہوم میں یوں کہا کہ میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے مجھے تمہارے مال حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہیں۔ اس طرح جب ملکہ سبا نے بہت سے تحفے دے کر جب اپنے آدمی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیجے تو جواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب میں کہا

”۔۔۔کیا تم مدد دیتے ہو مجھ کو ساتھ مال کے پس جو کچھ دیا ہے مجھ کو اللہ نے بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو بلکہ تم ہی ساتھ تحفہ اپنے کے خوش ہوتے ہو“ (سورۃ النمل/36:27)

مطلب یہ کہ میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے اور تمہارے تحفوں سے زیادہ بہتر ہے مجھے تمہارے مال و دولت حاصل کرنے کی نہ خواہش ہے نہ لالچ۔ ان دونوں آیتوں کا انداز بیان ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک ہی شخص کے الفاظ ہیں لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

”اے ذالقرنین یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو اور یا یہ کہ پکڑے تو بیچ ان کے بھلائی“ (سورۃ الکہف /96:18)

”یہ ہے بخشش ہماری پس بخش دے یا بند کر بغیر حساب کے“ (سورۃ ص /

(39:38

یہ دو آیات بھی جڑواں آیات لگتی ہیں کہ ایک ہی شخص سے کہا گیا ہے لیکن دو جگہ مختلف انداز سے بات کی گئی ہے۔

بائبل سے واضح پتہ چلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے لیکن قرآن پاک میں کہیں واضح نہیں لکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔ لیکن جب قرآن پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔ قرآن پاک شاہد ہے کہ نبی کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے اور نبی کو ایک سے زیادہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ذوالقرنین کے نام سے دیکھلایا گیا۔ غور فکر کیجیے۔

دلیل پنجم

آسمانی کتاب زبور کے باب 72 میں سلیمان کا مزمور میں کہا گیا کہ

''زبور: باب 72 سُلیمان کا مزمُور۔ 1۔ شاہزادہ کو اپنی صداقت عطا فرما۔ 3۔ ان لوگوں کے لیے پہاڑوں سے سلامتی کے اور پہاڑیوں سے صداقت کے پھل پیدا ہونگے۔ 8۔ اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی۔ 9۔ بیاباں کے رہنے والے اُسکے آگے جھکیں گے اور اُسکے دُشمن خاک چاٹیں گے۔ 10۔ ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں

گذرانیں گے۔ سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیئے لائیں گے۔ 11۔ بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنگوں ہونگے۔ کُل قومیں اُسکی مطیع ہونگی''

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں دنیا کو اپنی کتاب زبور کے ذریعے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ ایسا نبی بادشاہ ہوگا کہ جس کی بادشاہی سمندر سے سمندر تک یعنی زمین کی مشرقوں سے زمین کی مغربوں تک ہوگی اور پہاڑوں سے سلامتی الفاظ سے اشارہ ملتا ہے کہ پہاڑوں کا درہ بند کر کے وہاں کا فساد ختم کر کے سلامتی پیدا کرے گا۔ ذوالقرنین کے حوالے سے قرآن پاک میں جو تذکرہ ہے وہ بالکل زبور میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بیان کردہ حالات و واقعات اور خواص پر بالکل منطبق ہے۔ یہ دلیل ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ ذوالقرنین حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب ہے۔

ذوالقرنین کے معنی دوسینگوں والا ہے۔ تاج میں سینگ لگانا اس وقت عظمت حشمت دبدبے کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب سیر یا سفر کو نکلتے اور ہوا میں اڑتے سفر کرتے تو دور دراز کے جو لوگ آپ کا نام نہ جانتے تھے وہ آپ کے اوپر دوسینگوں والا تاج دیکھ کر آپ کو ذوالقرنین کہتے جیسا کہ درہ کے قریب کے لوگ کہ جن کے لیے دیوار بنائی وہ آپ کی زبان بھی نہ جانتے تھے انہوں نے آپ کو ذوالقرنین کہا

''کہا انہوں نے اے ذوالقرنین'' (سورۃ الکھف 94:18/)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ

السلام کے زمانے میں سروں پر سینگوں کا تاج یا ٹوپا لگایا جاتا تھا۔ جواب اس کا زبور باب 75 میں مل جاتا ہے کہ واقعی اس دور میں سردار قسم کے لوگ سروں پر سینگوں والا تاج یا ٹوپا پہنتے تھے کہ فرمایا گیا۔

''زبور: باب 4:75۔ اور شریروں سے کہ سینگ اونچا نہ کرو۔ 5۔ اپنا سینگ اونچا نہ کرو۔

10۔ اور میں شریروں کے سب سینگ کاٹ ڈالوں گا۔ لیکن صادقوں کے سینگ اُونچے کیے جائینگے۔''

قرآن پاک میں ایک سوال آیا

''اور سوال کرے ہیں تجھ کو ذوالقرنین سے'' (سورۃ الکھف 83:18/)

قرآن پاک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب فرہم کرتا ہے اور کوئی ایسا سوال نہیں کہ جس کے بارے میں قرآن پاک میں خاموشی ہو یا کوئی ابہام پیدا ہو لیکن تلاش کرنے والوں کے لیے اور تحقیق کرنے والوں کے لیے قرآن پاک میں کھلی نشانیاں ہیں۔

یہ کہ سکندر اعظم نے مشرق میں برصغیر تک سفر کیا اور بیمار ہو گیا اور واپسی کا سفر شروع کر دیا اور راستے میں فوت ہوا لہٰذا ثابت ہے کہ سکندر اعظم زمین کی مشرق سورج نکلنے کی جگہ نہ پہنچ سکا اور سائرس نے مہمات روانہ کیں خود کم سفر کیا لہٰذا یہ ذوالقرنین نہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے سب سے بڑی بادشاہی عطا فرما بمطابق قرآن پاک

”کہا اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور دے مجھ کو ملک کہ نہیں لائق ہو واسطے کسی کے پیچھے میرے تحقیق تو ہی ہے بخشنے والا“ (سورۃ ص/35:38)

اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس دعا کے نتیجے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو سب سے بڑی بادشاہی عطا کی جو ذوالقرنین کے خطاب سے لکھی کہ آپ کی حکومت مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تھی۔

اب آیئے قرآن پاک کے ان ترجموں کی طرف

”اور مسخر کیے شیطان ہر ایک عمارت بنانے والا اور دریا میں غوطہ مارنے والا“ (سورۃ ص/37:38)

”اور شیطانوں میں سے مسخر کئے وہ جو غوطہ مارتے تھے“ (سورۃ الانبیاء / 82:21)

سوال: مندرجہ بالا آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے کارندے جو بڑی بڑی عمارات بناتے تھے اور غوطہ لگاتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کیوں کہا؟ آخر انہوں نے ایسا کیا کام کِیا تھا کہ قرآن پاک میں ان کے لیے شیطان کے الفاظ آئے؟

جواب: جواب کے لیے ہمیں سارے پس منظر میں جانا پڑے گا۔ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین کی صبح اور شام کی سیر ایک ماہ کی مسافت کے برابر تھی۔ بائبل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین کا

دارالخلافہ دریائے فرات کے قریب تھا کیونکہ فرمایا گیا۔

''زبور: باب 72 سُلیمان کا مزمُور۔8۔ اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی''

اور سورۃ سبا میں فرمایا گیا

''اور واسطے سلیمان کے مسخر کیا باد (ہوا) کو کہ صبح کی سیر اسکی ایک مہینہ کی راہ اور شام کی سیر اُسکی ایک مہینہ کی راہ'' (سورۃ سبا 12:34/)

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا کہ ان کی صبح کی سیر اور شام کی سیر ایک ماہ کی مسافت کے برابر تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام دریائے فرات سے جب سیر کرنے کے لیے پاکستان کی طرف آتے تھے تو ان کی سیر کرنے کی حد کوہ سلیمان تھا۔ اس کوہ کا نام کوہ سلیمان حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین کے نام پر رکھا گیا تھا اور آج تک ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین نے اترنے کے لیے کوہ سلیمان کی چوٹی کو اوپر سے اس طرح کٹوایا دیا تھا کہ وہ جگہ ایک میدان کی طرح ہموار رہے اس لیے کوہ سلیمان کی چوٹی کا نام تخت سلیمان ہے اور مشاہدہ کرنے والوں نے اس جگہ کو دیکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے شیطان سے کون سی عمارتیں بنوائیں۔ پہاڑ کی چوٹی کا کٹا ہوا حصہ اور احرام مصر کا نقشہ ایک جیسا بنتا ہے کہ جیسے کسی پہاڑ نے بہت بڑے پتھر کاٹ کر لا کر احرام مصر بنائے گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی عمارات لازمی بات ہے عجوبے ہونگے اور اس علاقے میں عمارات میں

عجوبے احرام مصر نظر آتے ہیں جو کہ ظاہر ہے حضرت سلیمان علیہ السلام ذوالقرنین نے ہی بنائے ہونگے اور یہ کام شیطان جنات سے کرایا کہ یہ احرام مصر کا بنانا اس وقت انسانی کام نظر ہی نہیں آتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وہ شیطان کارندے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بس میں کر دیا تھا وہ مجبور تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد انہوں نے شیطانی کام یہ کیا کہ احرام مصر کے ساتھ ابوالہول بت کا مجسمہ بھی بنا دیا تا کہ بعد کے آنے والے لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کافر اور بت پرست تھے ''نعوز باللہ'' اور یوں ہوا بھی کہ بعد میں یہود کے کچھ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر وغیرہ کہا اور اللہ کا نبی نہ مانا ۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے کارندوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں شیطان اس لیے کہا کہ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیطانی کام کیے اور بت ابوالہول بنایا۔

ذوالقرنین کون کی یہ تحریر یہ بندہ اخبار نوائے وقت میں 6 جون 1995 میں چھپوا چکا ہے اس سے پہلے 8 فروری 1995 مقامی ہفت روزہ اخبار جلوس میں اور قومی آواز میں 5 جون 1995 میں چھپوا چکا ہے اور اس کتاب کی کئی تحریریں مقامی ہفت روزہ اخباروں میں چھپوا چکا ہے ۔ اس کتاب دوسرا ایڈیشن میں یہ تحریر ذوالقرنین کون؟ چوتھی بار چھپ رہی ہے۔